رابطہ

مدیر
سید ضیاء الدین جامعی

سید احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ہ

(آیت ۱۰ الحجرات)

مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں کے درمیاں

تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

In loving Memory of Our Parents
(Late) Hafiz Syed Hosamuddin Ahmed
(Late) Irshad Fatima
From

Syed Saifuddin Ahmed

Syed Ziauddin Jamaee

Syed Shamsuddin (Shahbaz)

رابطہ

سہ ماہی نیوز لیٹر

اِدارۂ اخوانُ السّاداتُ گلاوٹھی (رجسٹرڈ)

اشاعت مخصوص برائے ممبران

شمارہ - ۱۶

اپریل ۲۰۰۰ء

مدیر :

سید ضیاء الدین جامعی

معاونین :

محترمہ عشرت آفتاب

سید خرم نظام

مجلس منتظمہ :

صدر:

سید محبوب حسن واسطی

نائب صدر :

سید اظہار رحمت

محترمہ ریحانہ سیف

معتمد:

سید صفدر علی

نائب معتمد :

سید عابد علی عابد

سید ضیاء الدین جامعی

خازن :

سید وسیم الدین ہاشمی

پبلسٹی سیکریٹری :

سید خرم نظام

ممبران :

سید احمد

سید عثمان غنی راشد

ڈاکٹر سید ظفر زیدی

سیدہ صبیحہ انجم

سید عرفان رحمت

سید سیف الدین احمد

سیدہ ثمینہ جعفری

سید معروف حسن واسطی

سید احمر نظام

سید بدر عالم زیدی

اداریہ

عید ملن ۳ شوال بروز اتوار حسب سابق عزیز آباد گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ جس کی تفصیل آپ "تقریب عید ملن" میں پڑھیں گے۔

اس وقت یہ واحد تقریب ہے جس میں قدرے تسلی بخش حاضری ہوتی ہے اور ادارے کے وجود کا احساس ہوتا ہے یا پھر تعلیمی کمیٹی کی تسلی بخش کارکردگی ارکان میں متحرک رہنے کا جذبہ بیدار رکھتی ہے۔

ورنہ ہمارے ممبران کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ ۱۹ نومبر کو کیا گیا جنرل باڈی کا اجلاس جو ایک ایسی جگہ منعقد کیا گیا تھا، جہاں کنوینس کی کوئی دشواری نہیں تھی۔ مین روڈ سے قریب ایک کشادہ گھر میں جہاں کم از کم ۱۰۰ ممبران کی تواضع کا انتظام کیا گیا تھا اس میں صرف "۳۴" ارکان موجود تھے۔

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کیا اس طرز عمل سے ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں ؟ کیا ہماری ذمہ داریاں صرف ایک "عید ملن" میں شرکت سے پوری ہو جاتی ہیں ؟ اپنے آس پاس نظر دوڑائیں اور دیکھیں دوسری تنظیمیں جو برادری ہی کی بنیاد پر کام کر رہی ہیں کتنی فعال ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کس قدر متحرک ہیں آخر ہم اپنا فرض کیوں ادا نہیں کر رہے ہیں۔

ہم اپنے بزرگان، خواتین اور بالخصوص نوجوانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ آیئے آگے بڑھیئے اپنی ذمہ داریوں کو خلوص دل سے محسوس کرتے ہوئے اپنے ادارے کو مضبوط بنایئے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ صرف ایک مرتبہ اپنی رکنیت کے مبلغ ایک ہزار روپیہ دینے کے بعد آپ کے ادارے کو مزید رقم کی ضرورت نہیں اور صرف اس رقم سے آپ کا ادارہ وہ تمام پروجیکٹس شروع کر سکتا ہے جس کا وقتاً فوقتاً ذکر ہوتا رہتا ہے۔ اور آپ کی مجلس منتظمہ جس کو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے مثلاً اپنے ادارے کے لئے زمین کا حصول جس میں "دفتر" اور "کمیونٹی ہال" ہو۔ ظاہر ہے ہرگز نہیں! لہٰذا اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ بڑھ چڑھ کر اپنے ادارے کی اعانت کریں۔ نئے اراکین بھی بنائیں اور اپنے وسائل سے ادارے کے لوگوں کی مدد کریں۔

ہم اپنے "رابطے" میں ایک نیا کالم "ضرورت ہے" اور "ڈسکاؤنٹ واؤچر" کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں اس کا مقصد اوپر کی گئی درخواست کو عملی جامہ پہنانا ہے کالم ضرورت ہے میں آپ اپنی ضروریات لکھ کر بھیج سکتے ہیں مثلاً ضرورت رشتہ، نوکری، امداد وغیرہ اگر آپ اپنا نام ظاہر نہ کرنا چاہیں تو "رابطہ" رازداری سے آپ کی ضرورت پوری کرنیکی کوشش کریگا۔ "ضرورت رشتہ" کے سلسلے میں اس کالم کے ساتھ ساتھ آپ 5804133 فون نمبر پر مسز راحت تسنیم اور فون نمبر 6990232 پر مسز فرحانہ راشد سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ جو ہماری درخواست پر اس کار خیر کی انجام دہی کے لئے تیار ہیں۔

"ڈسکاؤنٹ واؤچر" مختلف اداروں سے مل کر اپنے ممبران کے لئے خصوصی رعایت حاصل کر کے رابطہ میں شائع کریں گے۔

احادیث کی روشنی میں*

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی ۔(۱) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنا اگر چہ تو قتل کر دیا جائے اور تجھے جلا دیا جائے (۲) اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگرچہ تجھے حکم دیں کہ اپنے گھر والوں کو اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکل جا (۳) فرض نماز ہرگز قصداً نہ چھوڑ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا (۴) شراب ہرگز مت پی کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے (۵) گناہ سے بچ کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے (۶) میدان جہاد سے مت بھاگ اگرچہ (دوسرے) لوگ (تیرے ساتھی) ہلاک ہو جائیں ۔ (۷) جب لوگوں میں (وبائی) موت پھیل جائے اور تو وہاں موجود ہو تو وہاں جم کر رہنا (اس جگہ کو چھوڑ کر مت جانا (۸) اور جن کا خرچہ تجھ پر لازم ہے (بیوی بچے) ان پر اپنا اچھا مال خرچ کرنا (۹) اور ان کو ادب سکھانے کے پیش نظر ان سے اپنی لاٹھی ہٹا کر مت رکھنا (۱۰) اور ان کو (اللہ کے احکام و قوانین) کے بارے میں ڈراتے رہنا ۔ (مشکوۃ المصابیح، ص ۱۸ بحوالہ مسند احمد)

تشریح: اس حدیث میں جن باتوں کی نصیحت فرمائی ہے بہت اہم ہیں ورد زبان اور حرز جان بنانے کے قابل ہیں آب زر سے لکھی جائیں تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہو گا ہر مسمان پر لازم ہے کہ ان نصیحتوں پر عمل کرے ۔

پہلی نصیحت: یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا اگر تجھے قتل کر دیا جائے اس میں شرک کی اور مشرک کی مذمت بیان کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ شرک سے اس قدر پرہیز لازم ہے کہ اگر شرک سے پرہیز کرنے کی وجہ سے قتل کیا جانے لگے یا آگ میں ڈالا جانے لگے تب بھی زبان سے شرک کا کوئی کلمہ نہ نکالے اور نہ شرکیہ عمل کرے ۔اس میں افضل اور اعلیٰ مرتبہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ جان جاتی ہے تو چلی جائے لیکن کفر و شرک کا کلمہ کسی بھی دباؤ اور خوف سے نہ کہے اور اس بارے میں کسی بھی طاقت کے سامنے نہ جھکے یہ ایمان کا اونچا مرتبہ ہے اگرچہ اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ جان جانے کا واقعی خطرہ ہو تو صرف زبان سے کفر و شرک کا کلمہ کہہ کر جان بچالے لیکن دل سے مومن ہی رہے اعتقاد قلبی نہ بدلے کمال قال اللہ تعالیٰ شانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان۔

دوسری نصیحت: یہ فرمائی کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کر یعنی ایسا طریقہ اختیار نہ کر جس سے ان کو تکلیف پہنچے ۔ ان کی فرمانبرداری کریں ۔ وہ جو کچھ کہیں اس کو مانیں (بشرطیکہ گناہ کرنے کو نہ کہیں کیونکہ گناہ کرنے میں کسی کی فرمانبرادی نہیں) ماں باپ کی بات نہ ماننا ان کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف دینا یہ سب عقوق میں داخل ہیں جس سے حدیث شریف میں سختی سے منع فرمایا ہے ، حدیث شریف میں یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر ماں باپ یوں کہیں کہ اپنے گھر بار سے نکل جا ، تب بھی ان کی فرمانبرداری کر ، یہ اولاد کو وصیت اور نصیحت ہے کہ ان کو ماں باپ کی فرمانبرداری کے لئے یہاں تک تیار رہنا چاہیئے ۔ یہ بات الگ ہے کہ ماں باپ خود ہی کوئی ایسا حکم نہ دیں گے جس سے ان کی اپنی اولاد کو یا اولاد کی اولاد کو تکلیف پہنچے ۔ یا بیٹے کی بیوی کسی تکلیف میں مبتلا ہو ۔ یا بیٹی کا شوہر کسی مصیبت سے دو چار ہو ۔

تیسری نصیحت: یہ فرمائی کہ فرض نماز ہرگز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہو گیا ۔یعنی نماز کی پابندی کرتے ہوئے یہ شخص اللہ کے یہاں باعزت تھا ثواب کا مستحق تھا ۔ امن و امان میں تھا نماز فرض چھوڑنے سے اللہ کی ذمہ داری نہیں رہی کہ اس کو امن و امان اور عزت سے رکھے اور مصائب دنیا یا عذاب آخرت سے بچائے ، بہنوں دیکھو کتنی بڑی بات ہے فرض نماز کبھی نہ چھوڑنا ۔ نہ گھر پر نہ سفر میں نہ دکھ درد

* ۔ بشکریہ جناب حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری ، رسالہ "البلاغ" سے انتخاب

میں نہ بیماری میں نہ غریبی میں نہ مالداری میں
چوتھی نصیحت: یہ فرمائی کہ شراب ہرگز نہ پی کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے جس طرح سے نماز ام العبادات ہے یعنی سب عبادتوں کی جڑ ہے، کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور طرح طرح کی عبادات نماز کی پابندی کی وجہ سے ادا ہوتی رہتی ہیں مثلاً تسبیح، درود، استغفار، تلاوت، نفلیں، دعائیں یہ سب چیزیں نماز کی برکت سے عمل میں آتی رہتی ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی نیکیاں نماز کے جوڑ اور تعلق سے ادا ہو جاتی ہیں بالکل اس کے برعکس شراب ہے جو ام الخبائث ہے یعنی جو شراب پی لے وہ ہر طرح کی بے ہودگی بے حیائی، بد معاشی اور حیوانیت میں مبتلا ہو جاتا ہے، عقل انسانی انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور شراب پی کر عقل پر پردہ چھا جاتا ہے جس کی وجہ سے نشہ میں انسان ہر وہ حرکت کر گزرتا ہے جس کی اجازت نہ مذہب دیتا ہے نہ انسانیت دیتی ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر۔ یعنی شراب نہ پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ سچ فرمایا رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو قومیں شراب پیتی ہیں ان کی حالت نظروں کے سامنے ہے یہ لوگ ہر برے سے برا گندہ کام کر گذرتے ہیں جو نام کے مسلمان اس ناپاک چیز کے پینے کو اختیار کر لیتے ہیں وہ بھی یورپ اور امریکہ کے گندے لوگوں کی طرح بے حیائی اور بے شرمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پانچویں نصیحت: یہ فرمائی کہ گناہ مت کرنا، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ جو انسان خداوند قدوس کی فرمانبرداری میں لگا رہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا رہے اسے اللہ جل شانہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ اسے مصائب دنیا اور عذاب آخرت سے بچاتے ہیں اور جیسے ہی کوئی گناہ کر لیا تو بس اللہ تعالیٰ کے غصہ اور نزول عذاب کا مستحق ہو گیا، گناہ مصیبت کا سبب ہے اس کی وجہ سے طرح طرح کی وبائیں اور بلائیں نازل ہوتی ہیں آج کل ہمارا سارا معاشرہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے مرد عورت بوڑھے، جوان، حاکم، محکوم، امیر غریب سب گناہوں میں لت پت ہیں خال خال کوئی شخص ہے جس کے گناہ کم ہوں ورنہ سب ہی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہیں اور عذاب خداوندی کو ہر وقت دعوت دیتے ہیں۔ توبہ، استغفار کرتے ہیں تو وہ بھی جھوٹی زبان سے کرتے ہیں۔ دل میں گناہ کا مزہ موجود ہوتے ہوئے استغفر اللہ، استغفر اللہ، کہتے ہیں اور گناہ چھوڑنے کا ارادہ تک نہیں کرتے کسی شاعر نے خوب کہا۔

سبحہ برکف توبہ برلب دل پر ازذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید براستغفارما

اور لطف یہ ہے کہ سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مصیبتیں اور آفتیں ہماری بد اعمالیوں کا نتیجہ ہیں لیکن اسی اقرار کے باوجود گناہ چھوڑنے کو تیار نہیں، مصیبتیں اقرار گناہ سے نہیں ٹلیں گی ترک گناہ سے دفع ہوں گی اس بارے میں احقر کا مفصل رسالہ "ہماری مصیبتوں کے اسباب اور انکا علاج" ملاحظہ فرمائیں۔

چھٹی نصیحت: یہ فرمائی کہ میدان جہاد سے مت بھاگنا۔ اگرچہ دوسرے لوگ یعنی تیسرے ساتھی ہلاک ہو جائیں جب کسی جگہ کافروں سے مقابلہ ہو تو جم کر جنگ کرنا چاہیئے، جو مسلمانوں کی خاص امتیازی شان سے بعض حالات میں میدان سے چلا جانا بھی جائز ہے لیکن بہت سے حالات میں ضروری ہو جاتا ہے کہ میدان ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اگر ایک ہی شخص باقی رہ جائے تو وہ تنہا ہی لڑ لڑ کر جان دیدے، اس حدیث میں یہی بات بتائی ہے۔ اور آیت قرآنی ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم و بئس المصیر۔ میں بھی اس کے احکام بتائے ہیں اس مسئلہ کو پوری تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

ساتویں نصیحت: یہ فرمائی کہ جب کسی جگہ ایسی وباء پھیلی ہوئی ہو جس سے موتیں ہو رہی ہوں تو وہاں سے کسی اور جگہ مت چلے جانا بلکہ وہیں رہنا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فاذا سمعتموہ بارض فلا تقدموا علیہ و اذا وقع بارض و انتم بھا فلا تخرجو افرارا منہ (راوی البخاری و مسلم) یعنی جب تمہیں معلوم ہو کہ فلاں سرزمین میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب کسی

ایسی جگہ طاعون پھیل جائے جہاں تم پہلے سے ہو تو طاعون سے بھاگ جانے کی نیت سے وہاں سے نہ نکلو بڑے بڑے عالموں نے اسکی حکمت یہ بتائی ہے کہ جس جگہ وباء پھیلی ہوئی ہو۔ اگر صحتمند لوگ وہاں سے بھاگ جائیں گے تو بیماروں کی تیمارداری اور خدمت نیز مرنے والوں کی تجہیز و تکفین یعنی غسل اور کفن، دفن کرنے والے اور نماز جنازہ ادا کرنے والے نہ رہیں گے اور پھر زندہ بیماروں اور مردہ لاشوں کا برا حال ہوگا، رہا یہ خیال کہ جو لوگ رہیں گے انہیں بھی وبائی مرض لگ جائے گا تو اس کے بارے میں سمجھ لینا چاہیئے کہ خدائے پاک کی مشیت اور ارادہ کے بغیر کسی کو مرض نہیں لگ سکتا اور نہ موت آسکتی ہے جب اللہ پاک کی قضاء و قدر کے مطابق مرض لگنا ہوگا یا موت آنی ہوگی، تو کوئی نہ بچا سکے گا اور یہ جو فرمایا کہ جس جگہ تمہیں پتہ چلے کہ وہاں وبائی مرض ہے وہاں نہ جاؤ اس میں بھی بہت بڑی حکمت ہے کیونکہ وہاں جاکر کوئی شخص وبائی مرض میں مبتلا ہوگیا تو خواہ مخواہ یہی خیال ہوگا کہ یہاں آنے کی وجہ سے مرض لگا اور اللہ پاک کی قضا و قدر کی طرف ذہن نہیں جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک دیہات کے رہنے والے آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ (اگر مرض متعدی نہیں ہے تو) یہ کیا بات ہے کہ اچھے خاصے اونٹوں میں کھجلی والا اونٹ مل جاتا ہے تو یہ کھجلی والا اونٹ ان کو بھی کھجلی والا بنا دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ سب سے پہلے اونٹ کے جسم میں جو کھجلی پیدا ہوئی وہ کھجلی کس نے لگائی (رواہ البخاری) یعنی جس ذات پاک نے سب سے پہلے اونٹ میں کھجلی لگادی اس کی مشیت و ارادے سے بعد میں دوسرے اونٹوں سے کھجلی پیدا ہو جاتی ہے اکثر لوگ اس خام خیالی میں رہتے ہیں کہ ایک سے دوسرے کو مرض لگ گیا اور اللہ جل شانہ کی مشیت و ارادہ کی طرف ذہن بھی نہیں لیجاتے، اسی لئے ارشاد فرمایا کہ جب کسی جگہ طاعون ہو تو تم وہاں نہ جاؤ کیونکہ مرض پیدا ہوگا خدا پاک کی مشیت سے تم یہ سمجھو گے کہ طاعون والوں کے پاس رہنے سہنے سے یہ مرض ہم کو بھی لگ گیا، نہ وہاں جاؤ گے اور نہ ایسی خام خیالی میں مبتلا ہوگے۔

آٹھویں نصیحت: یہ فرمائی کہ اپنی بیوی بچوں پر اپنے اچھے اور عمدہ مال سے خرچ کرو۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کو نصیحت ہے، جو اہل و عیال کے ضروری اخراجات میں تنگی برتتے ہیں۔ حرام مال تو حاصل کرنا ہی حرام ہے لہذا اس کو اہل و عیال پر خرچ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جسے اللہ پاک حلال مال نصیب فرمائے اسکو بیوی بچوں میں اچھی طرح خرچ کرے البتہ فضول خرچی سے پرہیز کرے اور گناہوں میں خرچ نہ کرے بہت سے لوگ بچوں کی خوشنودی کے لئے گڑیاں اور تصویریں خرید لاتے ہیں اور بعض لوگ سب بیوی بچوں کو لیجا کر سینما دکھاتے ہیں، یہ سب گناہ ہے بس اللہ کی ہی رضا پیش نظر رہنی چاہیئے اس کی رضامندی کی فکر میں رہتے ہوئے جو راضی ہو جائے بہتر ہے اور جو ناراض ہو ہمارے ذمہ اس کا راضی کرنا نہیں، ہمارے ذمہ صرف اللہ کو راضی کرنا ہے، جو خالق و مالک ہے اسی کے فرمان سے اسی کے قانون کے مطابق بیوی بچوں پر خرچ کرتے ہیں۔

نویں نصیحت: یہ فرمائی کہ اپنے گھر والوں کو ادب سکھانے میں کوتاہی نہ کرنا اور لاٹھی اٹھا کر مت رکھ دینا جس کی وجہ سے وہ مطمئن ہو کر احکام خداوندی کو فراموش کردیں۔ مقصد یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر لگانے کی ہر وقت فکر رکھو، دین کے معاملہ میں ان کا خیال رکھنا ان کو گوارا ہو یا ناگوار نمازیں پابندی سے پڑھو اور رمضان کے روزے رکھو اور حرام کاموں سے بچاؤ، گناہوں سے پرہیز کراؤ، اخلاق و آداب سکھاؤ، اس بارے میں مارپیٹ کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ ان کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیئے کہ اگر ہم نے دین کے خلاف کام کیا تو پٹائی ہوگی۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ مار بجاتے رہا کرو بلکہ مقصد یہ ہے کہ دین پر ڈالنے سے غافل نہ ہو۔ اور گھر والوں کو دین پر چلانا اپنی ذمہ داری سمجھو اور اگر ذرا سی غفلت کروگے تو وہ دلیر ہو جائیں گے جب نافرمانی پر اترائیں گے تو کوئی بات نہیں مانیں گے بہت سے لوگ دنیا کے کام اپنے اہل و عیال سے بڑی سختی سے لیتے ہیں ان سے دنیا کا کوئی معمولی نقصان بھی ہو جائے تو

سخت دار و گیر کرتے ہیں اور مارپٹائی سے بھی دریغ نہیں کرتے لیکن دینی معاملات میں بالکل ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ان کو سانپ سونگھ گیا اور انہیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے ۔

بہت سے لوگ تصوف میں آتے ہیں تو اپنی نماز مسجد میں جا کر پڑھنے کا اہتمام کر لیتے ہیں ۔ گھر میں کس نے نماز پڑھی کون سوتا رہ گیا اس کی کوئی فکر نہیں کرتے ۔ یہ بڑی نادانی اور غفلت شعاری ہے ۔ دنیا والے جن چیزوں کو ادب تہذیب سمجھتے ہیں اگرچہ وہ گناہ ہی ہوں بعض لوگ اپنی اولاد کو ان چیزوں کے سکھانے میں بہت پیش پیش ہوتے ہیں لیکن سب سے بڑا ادب جو انسان میں ہونا چاہیئے کہ اپنے خالق و مالک سے غافل نہ ہو ۔ اسکی طرف ذرا بھی توجہ نہیں دیتے جس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرہ میں سب سے زیادہ کمزور دین ہی ہے اور نزلہ عضو ضعیف پر گرتا ہے بچوں کو انگریزی پڑھانے میں یورپ اور امریکہ کے طرز پر زندگی گذرانے کے طور طریقے سکھاتے ہیں ، کوٹ پتلون پہننے اور ٹائی لگانے کا ڈھنگ پوری توجہ سے بتاتے ہیں لیکن بیس سال کی اولاد ہو جاتی ہے اسے سبحانک اللھم تک بھی یاد نہیں ہوتا یہ اپنے نفس پر بھی ظلم ہے اور اہل و عیال پر بھی ۔ وفقنا اللہ لما یحب و یرضی ۔

دسویں نصیحت : یہ فرمائی کہ اپنے اہل و عیال کو اللہ کے احکام و قوانین کے بارے میں ڈراتے رہو یہ نویں نصیحت کا تکملہ ہے مطلب یہ ہے کہ محض ڈنڈے ہی کے زور سے کام نہ چلاؤ اس میں گھر والے صرف تم سے ڈریں گے ان کے دل میں خدائے پاک کا خوف بٹھانے کی کوشش کرو اگر خدا کا خوف بیوی بچوں کے دل میں بٹھا دیا تو فرائض کی ادائیگی میں اور گناہ چھوڑنے میں اور نوافل و اذکار کے لگنے میں انہیں تکلیف محسوس نہ ہوگی جس کے سامنے قبر کے حالات بیان ہوتے رہتے ہوں ، میدان حشر کی نفسا نفسی کا عالم بیان کیا جاتا ہو ، دوزخ کے سخت عذاب کی کیفیت سنائی جاتی ہو وہ شخص کیسے گناہوں کی جرات کریگا ۔ اور کیوں کر خدائے پاک کی رضا کا اور ہمیشہ کے آرام و راحت کی جگہ یعنی جنت کا طالب نہ ہو گا ۔

ان نصیحتوں میں آخری دو نصیحتیں ایسی ہیں کہ ان کی طرف عورتوں کو زیادہ توجہ دینا لازم ہے کیونکہ مرد عموماً کمانے کے لئے نکل جاتے ہیں بعض لوگ تو مہینوں بلکہ برسوں میں نوکری سے واپس آتے ہیں اس زمانہ میں بچوں کی دیکھ بھال اور ان کے دین و ایمان کی نگرانی ماؤں ہی کے ذمہ ہوتی ہے اور یہ تو روزانہ ہوتا ہے کہ مرد گھنٹوں کے لئے ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں پیچھے بچے ماؤں کے حوالے رہتے ہیں اور سات آٹھ سال تک بچہ ماں ہی کے ساتھ چمٹا رہتا ہے ماں اگر اس زمانہ میں اپنا رنگ ڈھنگ دینی بنائے رہے اور بچوں کو دین کے احکام پر ڈالے نماز روزہ سے دل آشنا کرے ، کفر و شرک اور بدعت اور خدائے پاک کی نافرمانی سے بچائے اور دنیا و آخرت میں اس کے نقصانات سے آگاہ کرتی رہے تو پوری نسل کا اٹھان نیک اور صالح ہو کیونکہ سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہی ہے افسوس ہے آج کل کی مائیں اپنے بچہ کا ناس خود کھوتی ہیں ان کو دین پر کیا لگاتیں بے دینی میں لگا دیتی ہیں اس میں بچوں پر بھی ظلم ہوتا ہے اور اپنے آپ پر بھی ۔

عورتیں اپنی اولاد کے لئے زیادہ پیسے والی ملازمت چاہتی ہیں اس سلسلہ میں حرام و حلال کا بھی خیال نہیں کرتیں اور اولاد کو یورپ اور امریکہ کے بے شرم لوگوں کی پوشاک میں دیکھنا چاہتی ہیں اور دنیا ہی کو ان کی زندگی کا مقصد بنا دیتی ہیں ۔ یہ مسلمان عورت کے لئے بالکل زیب نہیں دیتا اگر بچے زیادہ پیسے والی نوکری میں لگ گئے اور بنگلہ کوٹھی بنا کر رہنے لگے اور نمازیں غارت کرنے اور زکوتیں برباد کرنے کی وجہ سے دوزخ میں چلے گئے جس کی آگ دنیا کی اس آگ سے انتہا درجہ زیادہ گرم ہے تو اس پیسے کوٹھی اور بنگلہ سے کیا نفع ہوا ، بہنو اپنی اولاد کو دین سکھاؤ ، دینداروں کی مجلسوں میں بھجوا کر ان کو نماز ، روزے کا پابند کرو ذکر و تلاوت سے آشنا کرو ، اور حلال کمانے اور حلال کھانے کا عادی بناؤ ایسا کرو گی تو تمہارا بھی بھلا ہو گا اور اولاد کا بھی بھلا ہو گا ۔

افسوس ہے لوگ فانی دنیا کو سوچتے ہیں اور ہمیشہ رہنے والی آخرت کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں ۔

صاحب کردار بندے*

مولانا عبدالمالک

○ ۔ جب اسلامی لشکر نے سکندریہ فتح کیا تو مفتوح رعایا نے شکایت کی کہ کسی مسلمان نے ان کے کسی بت کی ایک آنکھ خراب کر دی ہے ۔ اسلامی لشکر کے افسر نے علی الاعلان کہا کہ اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ یہ حرکت کسی مسلمان نے قیام امن کے بعد جان بوجھ کر کی ہے تو میں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ تم میری آنکھ پھوڑ کر بدلہ لے لو ۔ یہ سن کر مفتوح قوم کے افراد چپ ہو کر چلے گئے ۔

○ ۔ ایک مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی شہر کرک کے قلعہ کا محاصرہ کیے پڑا تھا یہ قلعہ اتنا مضبوط تھا کہ ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا سلطان نے بہت سی کمک منگائی اور قلعے کے چاروں طرف منجنقین نصب کر دیں ، عیسائیوں نے بھی مدافعت کا زبردست انتظام کر رکھا تھا ۔ سلطان روزانہ زبردست حملہ کرتا ، ہر نیا حملہ پہلے حملے سے زیادہ شدید ہوتا مگر قلعہ سر نہ ہوتا تھا۔

جنگ کے دوران قلعہ کے اندر ایک تقریب نکاح ادا ہو رہی تھی جس میں کاؤنٹ ٹوروں اور کونٹ رینو کی بیٹی رشتہ ازدواج میں وابستہ ہونے تھے ، کونٹ ٹوروں کی یہی خواہش تھی کہ تیغ و تفنگ کی آوازوں کے ماحول میں یہ تقریب منائی جائے ۔

تقریب کے موقعہ پر قلعے کا ایک دروازہ کھل گیا ، کچھ آدمی سروں پر طباق لیے باہر نکلے ، آگے آگے ایک سوار تھا جس کے ہاتھ میں سفید جھنڈا تھا ، یہ لوگ عرب کے لشکر کی طرف بڑھے ، سلطان نے اپنے خیمے میں آنے کی اجازت دی ۔ انہوں نے سلطان کو ایک خط دیا ۔ سلطان نے خط پڑھا ، لکھا تھا۔

" اے سلطان ! آج ہمارے ہاں خوشی کا موقعہ ہے ، میرے بیٹے کونٹ ٹورون کی شادی ہو رہی ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ بھی اس خوشی میں شریک ہوں ۔ تمہیں یاد ہو گا جب تم ہمارے محلوں میں قیدی کی حیثیت سے رہتے تھے اور ایک چھوٹی سی لڑکی اینٹانٹ کو لے کر باغوں میں پھرا کرتے تھے وہی اینٹانٹ جب جوان ہوئی تو شادی کے بعد اس کا جو لڑکا پیدا ہوا وہی آج اپنی قوم کا سردار ہے ۔ وہ اینٹانٹ میں ہی ہوں ، کاؤنٹ ٹوروں میرا ہی لڑکا ہے ، لہٰذا اس تقریب کی خوشی میں کچھ کھانا بھیج رہی ہوں تاکہ تم اور تمہاری فوج اس مسرت میں شریک ہو مجھے امید ہے کہ تم اس چھوٹی سی لڑکی کو نہ بھولے ہو گے ، جس پر تم نے مہربانیاں کی ہیں اور اس کی طرف سے یہ ناچیز ہدیہ قبول کرو گے " ۔

سلطان نے خط ختم کیا تو آنسو اس کی آنکھوں میں بہہ نکلے ، سوار سے کہا اپنی ملکہ سے کہہ دو ، کہ میں اور میری فوج آج تمہاری مسرت میں تمہارے ساتھ شریک رہیں گے ۔

سوار چلا گیا ، صلاح الدین نے فوج کو حکم دیا کہ ایک رات کے لئے جنگ بالکل بند کر دی جائے ۔

○ ۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں مولانا علاؤالدین ایک بزرگ تھے جو اپنے وقت کے مشاہیر مانے جاتے تھے ، اورنگ زیب اپنے باپ کو قید کرنے اور بھائیوں کے بعد تخت نشین ہوا تو اپنی ان کارگزاریوں کو صحیح اور جائز ثابت کرنے کے لئے ایک موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا میں نے کسی دنیاوی مفاد کے لئے ایسا نہیں کیا ، اور نہ سلطنت کسی دنیوی غرض سے سنبھالی ہے ، بلکہ لوگوں کے فائدہ کے لئے ایسا کرنا ناگزیر تھا۔

حاضرین مجلس کو شاہی دبدبہ کے سامنے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور اورنگ زیب کے اس اقدام کی تائید کر دی ۔

مولانا علاؤالدین بھی مجلس میں موجود تھے ۔ علی الاعلان پکار اٹھے " جو شخص اپنے باپ کو قید خانے میں بند کر سکتا ہے اس سے لوگوں کو فائدہ اگر پہنچ سکتا ہے تو تعجب ہے " ۔

○ ۔ اجنادین کے مقام پر جب مسلمانوں اور رومیوں کی فوجیں ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئیں تو روم کے بادشاہ ہرقل کے بھائی نے جو رومیوں کا سالار تھا ۔ ایک عرب جاسوس کو اسلامی لشکر کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا ، جاسوس لشکر میں گھوم کر واپس گیا تو کہا " یہ لوگ رات کو راہب (عابد) ہیں اور دن کے

---

* ۔ تدریس القرآن سے سید جمال الدین احمد کا مطالعہ

وقت بہادر اور امیر شاہسوار ۔ ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو یہ اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور اگر وہ زنا کرے تو سنگسار کر دیتے ہیں ۔ غرض حق بات میں یہ کسی کی رعایت نہیں کرتے " ۔

سپہ سالار نے اپنے جاسوس کی زبانی یہ باتیں سن کر کہا، خدا اگر ایسا ہی ہے تو ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی نسبت زمین میں دھنس جانا زیادہ بہتر ہے ۔

○ ۔ صلاح الدین ایوبی نے جب ملک شام کو فتح کیا تو بعض مسلمان حاکموں نے کہا کہ اس ملک کے نصرانی بہت سرکش ہیں اگرچہ ہم نے اس ملک کو فتح کر لیا مگر یہ لوگ ابھی تک اپنی سرکشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور اسلام کا قانون چونکہ نرم ہے اس لئے ہمیں قدرے سخت قانون رائج کرنا چاہیئے تاکہ رعایا کو دبایا جاسکے ۔

سلطان صلاح الدین نے جواب دیا کہ تم شاید سمجھتے ہو کہ جو ملک ہم نے فتح کیا ہے وہ محض خود حکومت کرنے کیلئے فتح کیا ہے ۔ حالانکہ ہم نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے ایسا کیا ہے اور میں، اس میں احکام الٰہی ہی نافذ کروں گا ۔ ان میں ذرا بھی رد و بدل نہ کروں گا ۔ خواہ ملک سدھرے یا نہ سدھرے ۔

○ ۔ ابو عبیدہ ثقفی اسلامی لشکر کے سردار تھے، ایک جنگ میں ایرانیوں کا سردار جابان گرفتار ہوا ۔ مگر اس نے چالاکی سے ایک مسلمان کی امان حاصل کر لی، لوگ اسے ابو عبیدہ کے پاس لائے ۔ اور کہا کہ اگرچہ یہ ایک مسلمان کی امان حاصل کر چکا ہے مگر اس کی شرارتوں کے پیش نظر اس کا قتل کرنا ضروری ہے ابو عبیدہؓ نے فرمایا، سب مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جب ایک مسلمان نے اسے امان دی ہے تو میں اسے کس طرح قتل کر سکتا ہوں " جو عہد ایک مسلمان نے کیا ہے اسے پورا کرنا سب مسلمانوں کا فرض ہے چنانچہ جابان کو رہا کر دیا گیا ۔

○ ۔ حضرت فاطمہؓ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں جس کے باعث ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے، خود ہی مشک سے پانی بھرا کرتی تھیں، مشک اٹھانے کے باعث سینے پر اس کے نشان پڑ گئے، گھر کی صفائی اور تمام دوسرے امور خود ہی انجام دیتی تھیں، چنانچہ ہر وقت کپڑے میلے رہتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ کے پاس کچھ غلام باندیاں لائی گئیں اور آپ انہیں لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے، حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ تم بھی جا کر رسول اللہؐ سے اپنے لئے کوئی خدمت گار مانگ لاؤ ۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں مگر مزاج میں شرم زیادہ تھی ۔ اس لئے زبان اظہار بیان سے مانع رہی آپ واپس چلی آئیں اور حضرت علیؓ سے فرمایا، وہاں اور لوگ بھی تھے، جن کے سامنے مجھے باپ سے مانگتے شرم آتی تھی ۔

دوسرے دن آنحضرتؐ خود ان کے گھر آئے اور پوچھا فاطمہؓ! تم کل کس کام سے آئیں تھیں، حضرت فاطمہؓ شرم کے مارے چپ رہیں ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا رسول اللہؐ! ان کے ہاتھوں پر چکی پیسنے سے نشان پڑ گئے ہیں ۔ پانی بھرنے سے سینے پر بھی رسی کے داغ پڑ گئے ہیں ۔ میں نے ان سے کہا تھا ۔ کہ آپؐ سے خدمتگار مانگ لائیں ۔ نبی کریمؐ نے یہ سن کر فرمایا بیٹی! جب تم کام کاج ختم کر کے سونے کے لئے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد اللہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو یہ تیرے خدمت گار سے زیادہ اچھی چیز ہے حضرت فاطمہؓ نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے فرمایا ابا جان میں اللہ اور اس کے رسول سے راضی ہوں ۔

○ ۔ مرض الموت میں جب آنحضرت صلی اللہ پر غشی کی حالت طاری ہوئی تو حضرت فاطمہ بے چین ہو کر پکار اٹھیں "ہائے میرے باپ کی تکلیف" ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن لیا اور فرمایا " گھبراؤ نہیں آج کے بعد تمہارا باپ تکلیف نہیں پائے گا " حضورؐ کی وفات سے حضرت فاطمہؓ پر رنج و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ۔ جب لوگ حضور کی نعش مبارک دفن کر کے لوٹے تو حضرت فاطمہ نے حضرت انس سے پوچھا "کیا تم کو رسول اللہ صلعم پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟" یہ سن کر انس کے آنسو جاری ہو گئے اور حضرت فاطمہؓ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں ۔ حضرت انسؓ نے فرمایا " صبر سے کام لو خدا کے حکم میں کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں "

رسول اللہ کے وصال کے بعد حضرت فاطمہؓ کے چہرے پر کبھی خوشی نہ دیکھی گئی ۔ ہر وقت غم یاس کی تصویر بنی رہتی تھیں، یہاں تک کہ حضورؐ کے بعد آپ بھی چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہ سکیں ۔

○ ۔ ۲۴ ہجری میں جنگ قادسیہ کے موقعہ پر جب اسلامی فوجیں

دن بھر کی لڑائی کے بعد رات کو آرام کر رہی تھیں تو امیر لشکر سعدؓ بھیس بدل کر لشکر میں گھوم رہے تھے۔ دیکھا کہ ابو محجن ثقفی جو ایک مشہور اور بہادر سپاہی تھے، شراب پی رہے تھے۔ امیر نے انہیں دیکھ کر کہا۔ اپنی جان کے دشمن تو نے اپنے جہاد کا سارا ثواب ضائع کر دیا، میں تجھے ضرور سزا دوں گا، چنانچہ اسے قید کر دیا گیا۔

دوسرے دن جب میدان کارزار گرم ہوا تو ایرانی فوجوں کا سالار رستم میدان جنگ میں آیا اور نجبہؓ حضرت زبیرؓ اور کئی دوسرے مجاہدین اسلام اس کے ہاتھوں شہید ہوگئے ابو محجن ثقفی قید خانہ کی کھڑکی سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے رہا نہ گیا، چنانچہ حضرت سعدؓ کی بیوی سلمہ سے جو اس کی نگرانی پر مامور تھیں، کہنے لگے خدا کے لئے مجھے رہا کردو، تاکہ میں بھی جا کر لڑ سکوں۔ سلمہ نے انکار کر دیا، ابو محجن پیچ و تاب کھا رہے تھے انتہائی افسوس کے عالم میں ایسے شعر کہے کہ سلمہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ اور انہیں رہا کر دیا۔ ابو محجن نے ان سے وعدہ کیا اگر زندہ بچ کر آگیا تو خود ہی بیڑیاں پہن لوں گا۔ چنانچہ رہا ہوتے ہی تلوار اور نیزہ لیا اور حضرت سعدؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ میں جا شریک ہوئے شجاعت میں ان کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا چنانچہ آتے ہی رستم کو للکار کر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی چھاتی کے آر پار ہو گیا۔ حضرت سعدؓ بھی یہ نظارہ دیکھ رہے تھے دل میں کہنے لگے ایسا حملہ تو ابو محجن ہی کا ہو سکتا ہے مگر وہ تو قید میں ہے شام کو جنگ بند ہونے پر جب مجاہدین اپنے خیموں میں واپس آئے تو ابو محجن نے بھی جلدی سے واپس آکر بیڑیاں پہن لیں، جب سلمہ نے اپنے شوہر حضرت سعدؓ سے ابو محجن کی اس کارگزاری کا ذکر کیا تو بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا۔

" خدا کی قسم جو شخص اسلام کے لئے اس طرح جان قربان کرنے کو تیار ہو میں اسے کبھی سزا نہیں دے سکتا " اور ابو محجن کو فوراً قید سے رہا کر دیا۔

ابو محجن نے بھی اقرار کیا کہ وہ آئندہ کبھی شراب نہ پیئیں گے۔

اشتہارات

۲۴ صفحات پر مشتمل یہ رابطہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نہ صرف اب اس کے تمام اخراجات " رابطہ کمیٹی " اشتہارات سے پورا کر رہی ہے بلکہ اس کو آمدنی کا ذریعہ بنانے کی کوشش میں بھی ہے۔

اس کے لئے آپ سے تعاون چاہتے ہیں اشتہارات لایئے اور کسی عزیز کے نام صرف -/500 روپے میں صفحہ حاصل کیجئے اس سے اپنے عزیز کے ساتھ محبت کا اظہار بھی ہوگا اور ادارہ کی مدد بھی۔

مبارکباد

حکومت پاکستان نے جناب سید سعید اشہد کو سندھ ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کیا ہے۔ یہ یقیناً ان کے لئے ان کے اہل خانہ و خاندان کے لئے اور پوری سادات برادری کے لئے انتہائی خوشی کی خبر ہے۔

ادارہ ان کے اس عظیم منصب پر فائز ہونے پر ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے اور ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہے۔

اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شرم وحیا

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے ۔ جب اس میں شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر و مبغوض بن جاتا ہے ۔ جب اس کی حالت اس نوبت تک پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے ۔ جب اس میں امانتداری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے اس کے بعد اس سے صفت رحمت اٹھالی جاتی ہے ۔ پھر وہ پھٹکارہ ہوا اوز مار مارا پھرنے لگتا ہے ۔ جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے ۔

(ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے کرنی چاہیئے ۔ مخاطبین نے عرض کیا! الحمد اللہ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا یہ نہیں (یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو ۔ (یعنی برے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہونی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا، وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دست بردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لئے پسند اور اختیار کرے گا پس جس نے یہ کیا، سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا ۔

(جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

نرم مزاجی

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا ۔

(معارف الحدیث ۔ صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لئے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے سنو سنو! میں بتاتا ہوں کہ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو، نرم ہو لوگوں سے قریب ہونے والا ہو، نرم خو ہو ۔

(معارف الحدیث ۔ ابوداؤد ۔ ترمذی)

ایفائے وعدہ اور وعدہ خلافی

حضرت زید بن ارقم عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی سے آنے کا وعدہ کیا اور اس کی نیت بھی تھی کہ وہ وعدہ پورا کرے گا لیکن (کسی وجہ سے) وہ مقررہ وقت پر گیا نہیں تو اس پر کوئی گناہ نہیں (سنن ابی داؤد ۔ جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

تواضع

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے

(مشکوۃ)

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دن بر سر منبر ارشاد فرمایا کہ لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے، جس نے اللہ کے لئے (یعنی

اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا (اور بندگان خدا کے مقابلے میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا لیکن عام بندگان خدا کی نگاہوں میں اونچا ہوگا اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرادے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا، اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائیگا۔

(شعب الایمان للبیہقی)

عفوِ الہیٰ سے محرومی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت میں کوئی کلام نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کی طرف نگاہ بھی نہیں کرے گا اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ ایک بوڑھا زانی دوسرا جھوٹا فرماں روا اور تیسرا نادار اور غریب متکبر۔

(صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

ادائے شکر

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد اللہ ہو اس نعمت کا قیامت میں سوال نہیں ہوگا۔

(ابن حبان)

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

سیدہ رخسانہ واسطی

یہ حقیقت ہے کہ اگر انسان محنت کرے تو دنیا کا کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ نپولین نے سچ ہی کہا تھا کہ:

" کسی پاگل ہی نے لفظ ناممکن کو لغت میں جگہ دی "

انسان نے ہمت ہی کے بل بوتے پر دریاؤں کے رخ موڑ دیئے۔ دھرتی کا سینہ چیر کے معدنیات نکالی۔ سمندر کی بپھری ہوئی مشینوں سے سمندر کی بے کراں وسعت کو عبور کیا۔ انسان جب محنت کرتا ہے تو اللہ اس کی محنت کا پھل بھی دیتا ہے جس سے انسان کی ہمت بڑھ جاتی ہے۔ اس کی مثال اک کسان کی لیجئے۔ جب وہ زمین میں محنت کیساتھ فصل بوتا ہے اور جب فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے تو وہ پھولا نہیں سماتا اور آئندہ اس سے بھی زیادہ فصل اگانے کے لئے محنت کرتا ہے۔ کبھی اس کی محنت رائیگاں بھی جاتی ہے مگر وہ ناکامی سے مایوس نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ لگن اور محنت سے کام کرتا ہے اور آخر کار کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔

اگر ہم محنت کیساتھ عقل کا بھی استعمال کریں تو محنت کے رائیگاں جانے کے مواقع بہت کم ہو جاتے ہیں لیکن بغیر سوچے سمجھے نامناسب وقت اور موقع پر کی جانے والی محنت اکثر ناکام ہوتی ہے۔ اس کی مثال وزنی پتھر کی لے لیجئے اگر بغیر سوچے سمجھے بغیر کسی چیز کی مدد کے صرف جسمانی طاقت کے بل بوتے پر دوسری جگہ منتقلی سے قاصر رہیں گے اگر اس کے برعکس اس کو منتقل کرلینے کے لئے مناسب ذریعہ اور طریقہ استعمال کریں تو جدید مشینوں کے بغیر بھی یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔

کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سب کام صرف بٹن دبانے سے ہو جایا کریں گے اور انہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑے گی دراصل یہ ان حضرات کی بھول ہے وہ محنت کا بہت

(باقی صفحہ نمبر۔۲۰)

"ہم، اکیسویں صدی اور پاکستان کے مسائل"

سیدہ عالیہ زاہد

پاکستان کو بنے نصف صدی گزر چکی ہے۔ اس وقت لوگ جس جذبے، سرشاری اور خلوص سے پاکستان کے لئے جدوجہد کر رہے تھے اس کا شاید ہمیں ادراک ہی نہیں جو قیام پاکستان کے وقت لوگوں کے دلوں میں موجود تھے جنہوں نے اپنی دولت و شہرت، عزت و وقار اپنی اولاد اور اپنی زندگیوں کی قربانی دی۔ یہاں اس امر پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر لوگوں کے دلوں میں پاکستان کے لئے اتنی محبت کیوں بیدار ہوئی۔ لوگ اتنی غیر معمولی قربانیاں کیوں دینے لگے؟

کے ایل گابا کی کتاب (K.L.Gaba) میں Passive voices کا ایک پیراگراف نقل کرنا ضرری سمجھتی ہوں۔

"تقریباً "۱۵ لاکھ مسلمان، فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ زندہ رہنے کے لئے انہیں لوگوں کے جوتے صاف کرنے پڑتے ہیں وہ ریڑھی چلا کر گزراوقات کرتے ہیں یا انہیں ایسی مزدوری فراہم کی جاتی ہے، جس میں خطرات ہوں، زیادہ تر ہوٹلوں میں بطور ویٹر ملازم ہیں"۔

دراصل وہ لوگ اپنا آپ منوانا چاہتے تھے۔ وہ مزید غلامی کی زنجیروں میں نہیں رہ سکتے تھے گرچہ پاکستان کو بنے ۵۰ سال گزر چکے ہیں، ہم نئی صدی میں داخل ہورہے ہیں اب یہ کہہ دینا بہت معمولی اور عام سی بات لگتی ہے لیکن جب پاکستان کا وجود اس دنیا کے نقشے پر نہیں ابھرا تھا اس وقت پاکستان کا تصور ہی بڑا عجیب و غریب تھا یہ محض چند برسوں کے کارہائے نمایاں نہیں بلکہ آزادی کی جدوجہد تو اسی دن شروع ہوگئی تھی جب مغلیہ سلطنت کے عروج کا سورج غروب ہوا اور مسلمان ذلت کی اندھیری راتوں کے مسافر بنے اور جب تحریک آزادی نے زور پکڑا تو لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لینا شروع کیا۔ اس کے برعکس جب ہم نے آنکھ کھولی تو زندگی کو پرسکون پایا، ہمیں تو غلامی کی فضا میں ایک سانس بھی نہیں لینا پڑا، ہمیں ان حالات کا کچھ اندازہ نہیں۔

لیکن آج، ہم بھٹک چکے ہیں بھول گئے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد کن اصولوں پر رکھی گئی تھی اور کیا ہم نے پاکستان کے لئے دی جانے والی قربانیوں کا پاس رکھا؟ کیا ان کا احترام ہم نے کیا؟ کیا ہم نے اپنے وطن سے وفاداری کی؟ کیا ہمارے دلوں میں بھی وہ جذبات و احساسات موجود ہیں جو اس وقت نومولود پاکستان کے ہزاروں لوگوں کے دلوں میں تھے۔ اس کے بہت سے عوامل ہیں۔

* ۔ مثلاً قائد اعظم کی فوری وفات نے پاکستان کو پہلا دھچکا دیا۔ ایک نوزائیدہ ملک کے گورنر جرنل کا انتقال ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کے دوسرے سال ہی ہوگیا جس نے سیاسی بحران پیدا کیا۔
* ۔ صحیح قیادت کا میسر نہ آنا۔ جس کے بل بوتے پر پاکستان ترقی کی راہوں پر گامزن ہوتا۔
* ۔ آئینی مسائل۔ مثلاً پاکستان کا پہلا آئین ۹ سال بعد تیار ہوا اس سے پہلے ہم برطانیہ کے بنائے ہوئے قانون کو استعمال کرتے رہے۔ جس کے مطابق تمام اختیارات صرف گورنر جنرل کے پاس موجود ہوتے ہیں اور وہ کسی وجہ کے بغیر بھی وزیر اعظم کو برطرف کرسکتا ہے۔ ان اختیارات کے بے دریغ استعمال سے پاکستان میں اتنا بڑا سیاسی بحران آیا کہ پنڈت جوہر لال نہرو کے بقول:

" میں اتنی جلدی تو اپنی دھوتیاں نہیں تبدیل کرتا جتنی جلدی پاکستان کا وزیر اعظم تبدیل ہوتا ہے"۔

* ۔ اس کے علاوہ ڈکٹیٹر شپ جس نے پاکستان کو سماجی، معاشی و سیاسی بحران میں مبتلا کر دیا۔ اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پاکستان کے قائم ہونے کے ۲۵ سال بعد پہلے انتخابات عمل میں آئے۔

ان عوامل نے ملک میں غربت، معاشی بد حالی، بے راہ روی اور شرح خواندگی میں کمی جیسے مسائل کو جنم دیا اور جہاں

ایسے مسائل پیدا ہو جائیں وہاں ، محبت ، خلوص ، لگن ، محنت ، برداشت اور دیانتداری کا فقدان ہو جاتا ہے اور یہی کچھ ہوا بھی ہے۔ ۲۱ ویں صدی میں باوقار طریقے سے داخل ہونے کے لئے ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔

۔ آج کے پاکستان میں دینی اور دنیاوی تعلیم دونوں کی سخت ضرورت ہے

۔ اسکولوں اور کالجوں کی تعداد میں اضافہ ہونا چاہیئے

۔ ماحولیاتی اور آبی آلودگی پر قابو پانے کی سخت ضرورت ہے۔

۔ دینی مدارس اور دینی یونیورسٹیوں کی تعمیر ضروری ہے۔

۔ تمام شعبوں میں دیانتداری اور نظم و نسق اور اعتماد کو بحال کیا جائے۔

۔ صنعتی اداروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

ہمیں سچائی اور ایمانداری سے پاکستان کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث میں
اگر آسانیاں ہوں تو زندگی دشوار ہو جائے

ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ برداشت ، محنت ، لگن ، خلوص اور دیانت پر ایمان رکھنا چاہیئے کہ یہی ہمارے رسولؐ کی سنت اور پاکستان کو ترقی کے میدان عبور کرنے کی رسی ہے۔

حالات کے قدموں میں سکندر نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارا تو زمیں پر نہیں گرتا

گرتے ہیں بڑے شوق سے سمندر میں یہ دریا
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

ہم امید کرتے ہیں آئندہ ہم سب ملکر ایک خوش آئندہ پاکستان کی تکمیل میں مل جل کر کام کریں گے۔ انشاء اللہ۔

دنیا میں قتیل اس سا منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

رفیع احمد انجم
(بھاول پور)

امید و بیم کے رشتے نہ ٹوٹ جائیں کہیں
ستاؤ اتنا ، کہ دل ٹوٹنے سے بچ جائے

کہ بس

دل یہ غنچوں کا دکھاتے ہیں فغاں سے ناحق
عندلیبوں سے کہو ، کنج قفس ان کو ہے ، بس

یہ ہمیں حق ہے ، بنیں ، سنوریں ، سجیں ، محفل میں
اہل دل آئیں نہ آئیں ، یہی اعلان ہے ، بس

مر کے بھی چین نہ پائیں ، تو کریں کیا فریاد؟
ہم فرشتے تو نہ تھے ، دل کے تھے ارمان کہ بس

کلید کہنہ ، جمال و جلال ، جاہ و حشم
نسیم کوئے سخا ، سواء السبیل ہم کو ہے بس

نہ تو قربانی کا جذبہ ہے ، نہ ہی مرمٹنے کا شوق
ہم تو کہلانے کو ، اک صاحب پیمان ہیں ، بس

اپنی ہی آگ میں جلتے رہے دیوانے جنوں کے انجم
" رحم گر آیا تو دیکھینگے " یہ فرمان ہے ، بس

اتنے میٹھے نہ بنو ، لوگ ہڑپ کر جائیں
تلخ بھی ایسے نہ ہو کہیں سبھی ، تھو تھو ، بس

ہے میانہ روی ایماں کا تقاضا انجم
کیا یہ کافی نہیں ، یہ تحفۂ قرآن ہے ، بس

جناب سید احمد

سید ضیاء الدین جامعی
ریحانہ سیف

ہم نے اپنے قارئین کو برادری کی جن ممتاز شخصیات سے متعارف کرانیکا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس سلسلہ کی چوتھی شخصیت سید احمد صاحب کی ہے ۔ آپ برادری میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ۔ ہر فرد آپ سے واقف ہے آپ ادارہ اخوان السادات سے عرصہ چالیس سال سے وابستہ ہیں ۔ ۱۹۶۵ء میں جب ادارہ کی تاسیس نو کی گئی اور اسے رجسٹرڈ کرایا گیا تو اس کے روح رواں آپ ہی تھے اور آپ ہی کو اس کا پہلا معتمد نامزد کیا گیا ۔ ادارہ ہذا سے آپ آج تک کسی نہ کسی حیثیت سے وابستہ رہے ہیں ۔

اس سے قبل کہ سید صاحب کے انٹرویو کی روداد سپرد قرطاس کریں مناسب ہو گا کہ آپ کی شخصیت اور ذات کا تذکرہ جن الفاظ میں سید منصور عاقل صاحب نے اپنی کتاب گلاؤٹھی میں کیا ہے اسے نذر قارئین کردیں ۔ منصور عاقل صاحب لکھتے ہیں!

" سید احمد کی ذات اور شخصیت کا احاطہ کرنے سے پہلے ہی علامہ اقبال کا ایک شعر اچانک حافظے میں تازہ ہو گیا ہے ۔

وہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

شخصیتوں کی نشوونما اور تعمیر و تشکیل میں مکتب کی کرامت اور فیضان نظر دونوں ہی کا ہاتھ ہوتا ہے ۔ لیکن ان دونوں عوامل کی اثر پذیری میں ایک واضح اور نمایاں فرق ہے فیضان نظر خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے اور انسان کی باطنی ارتقاء میں اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ بزرگوں کی صحبت میں اکتساب فیض لامحدود ہوتا ہے اور ماحول سے تجربہ و مشاہدہ کی میزان میں تل کر جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کسی بھی مکتب کی کرامت سے ماوراء ہے چنانچہ ان زاویہ ہائے نظر سے اگر دیکھا جائے تو ہمیں سید صاحب کی ذات میں مکتب کی کرامت اور فیضان نظر کا ایک جامع امتزاج ملتا ہے " ۔

سید صاحب سے ۱۳ فروری ۲۰۰۰ء کی شام کو انکے گھر پر ایک نشست ہوئی جس کی روداد نذر قارئین ہے ۔

سوال ۱ ۔ آپکی تاریخ پیدائش اور مقام پیدائش کیا ہے ؟

جواب ۔ دسمبر ۱۹۲۸ء میں اپنی ننھیال ۔ چشتیاں ریاست بہاولپور میں پیدا ہوا جہاں میرے نانا محترم سید زین العابدین بسلسلہ ملازمت مقیم تھے ۔

سوال ۲ ۔ آپ نے تعلیم کہاں حاصل کی ؟

جواب ۔ پنجاب سے بی ۔ اے کیا ۔

سوال ۳ ۔ آپ اپنے خاندانی پس منظر پر کچھ روشنی ڈالیں گے ؟

جواب ۔ گلاؤٹھی کا ایک مشہور خاندان حافظ والان کا ہے جس میں حفاظ کی کثرت تھی اس خاندان کے وہ لوگ جو حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ دینی علوم متعارفہ میں بھی دسترس رکھتے تھے وہ مولوی والان کہلائے ۔ اسی سلسلہ کے میرے جد امجد مولوی نور اللہ تھے جو کہ میرے دادا کے دادا تھے ۔ آپ کا تذکرہ منصور عاقل کی کتاب گلاؤٹھی سے منسلک ضمیمہ بعنوان تذکرۃ الاقرباء و شجرۃ الاولیاء کے صفحہ ۲۴۰ پر اس طرح ہے ۔

" سید امداد علی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے ۔ انکے اخلاف میں مولوی نور اللہ بڑے متقی و پرہیزگار اور اخلاق حسنہ کے مالک ہیں ۔ مزاج میں بڑی شفقت ہے اور عربی کے علوم متعارفہ میں بڑی دستگاہ رکھتے ہیں "

مولوی نور اللہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ صاحب جذب بھی تھے ۔ مولانا قاسم نانوتوی صاحب آپ کا بیحد احترام کرتے

تھے ۔ گلاؤٹھی کے مدرسہ منبع العلوم کے قیام میں بھی مولوی نوراللہ کا کافی دخل تھا ۔ آپ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے وقت میرٹھ میں خیرنگر دروازہ کی جامع مسجد کے مدرسہ میں معلم تھے ۔ میرٹھ میں آپ کے شاگردوں میں سید محمد مہدی علی خاں بھی تھے جو بعدازاں نواب محسن الملک کے نام سے مشہور ہوئے ۔ نواب موصوف جب حیدرآباد دکن میں اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے اپنے استاد مولوی نوراللہ کو حیدرآباد آنے کا مشورہ دیا اور ایک باعزت ملازمت کی پیشکش کی ۔ مولوی نوراللہ نے اس پیشکش کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ مجھے انگریز کے غلام کی غلامی قبول نہیں ۔ تاہم بعد میں انکے بیٹے یعنی میرے پردادا مولوی حافظ عبداللہ حیدرآباد بغرض ملازمت چلے گئے اور وہاں سے بحیثیت تحصیلدار اورنگ آباد ریٹائر ہو کر اپنے وطن گلاؤٹھی میں واپس ہوئے ۔ آپ نے گلاؤٹھی ہی میں ۱۹۱۶ء میں وفات پائی ۔

میرے دادا مولوی منظور محمد بھی حیدرآباد میں ہی رہے آپ اورنگ آباد کالج میں عربی کے پروفیسر تھے ۔ مولوی منظور محمد

اہلیہ و سید صاحب

۱۹۲۹ء میں پنشن لیکر حیدرآباد منتقل ہوگئے جہاں آپ ادارہ تالیف و تصنیف سے منسلک ہوگئے ۔ آپ مولانا مودودی مرحوم کے بڑے بھائی سید ابوالخیر مودودی کے خاص دوست تھے ۔ جن سے آپ کی علمی نشستیں ہوتی تھی ۔ ان علمی نشستوں سے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی بہت استفادہ کیا ہے ۔ میرے دادا مرحوم مسلکاً غیر مقلد تھے اور اسی طرح مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا رجحان بھی اسی طرف تھا ۔ میرے والد مرحوم سید حامد محمد بھی بسلسلہ ملازمت اورنگ آباد ہی میں رہے وہیں پر آپ کا انتقال ہوا ۔ میرا خاندانی سلسلہ ددھیالی اور ننھیالی دونوں طرف سے حافظ والان سے ہے اس طرح گلاؤٹھوی ہونے کے ناطے میں نجیب الطرفین ہوں ۔ یہ ہے میرے خاندانی پس منظر کی کچھ جھلک

سوال نمبر ۴ ۔ آپ پاکستان کب تشریف لائے ؟

جواب ۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی شب ۹ بجے بذریعہ ریل دہلی سے لاہور کے لئے روانہ ہوا اور دو دن کی تکلیف دہ مسافت کے بعد لاہور پہنچا ۔

سوال نمبر ۵ ۔ تعلیمی سرگرمیوں کے علاوہ آپکی دوسری سرگرمیاں کیا تھیں ؟

جواب ۔ میرے شعور نے جس وقت آنکھ کھولی برصغیر پاک وہند جنگ آزادی کی لپیٹ میں تھا ہر طرف سیاسی ہنگامہ آرائی تھی ۔ میں ۱۹۴۵ء میں بسلسلہ ملازمت دہلی میں تھا اس وقت دہلی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز تھا ۔ ۱۹۴۶ء کے آغاز سے ہی روزانہ سیاسی جماعتوں کے جلسے ہوتے تھے ۔ ان جلسوں کا مرکز جامع مسجد کے قریب واقع میدان تھا جہاں تقریباً روزانہ کسی نہ کسی سیاسی پارٹی کا جلسہ ہوتا تھا ۔ ہر سیاسی جماعت کے زعماء شریک ہو کر تقاریر کرتے تھے ۔ ہر لیڈر کو سننے اور دیکھنے کا موقع ملا ۔ پاکستان کے حصول کے حق اور مخالفت میں دلائل سننے کا موقع ملتا تھا ۔ ان جلسوں میں شرکت سے سیاسی شعور پختہ ہوا جسکی وجہ سے اخبار بینی اور سیاسی کتب بینی کا شوق بڑھا ۔ اسی زمانے میں مولانا ابوالکلام کی غبار خاطر سید رئیس احمد جعفری کی کتاب حیات محمد علی جناح خریدیں اور پڑھیں ۔ پاکستان کی تحریک ان دنوں زوروں پر تھی ۴۶ / ۱۹۴۵ء کے الیکشن جسمیں کہ مسلم لیگ کو پورے ہندوستان میں بھاری

سید صاحب کے گھرانہ کا ایک گروپ فوٹو (دائیں سے بائیں) نشین، شگفتہ واسطی دختر، بیگم سید احمد، نسرین سجاد دلہن، سجاد احمد فرزند، سید احمد صاحب، طالب واسطی داماد، مبصر علی داماد، سعد حسن واسطی نواسہ ایستادہ: غزالہ دختر، فاروق احمد فرزند، فرح دختر، آسیہ دختر، مسعود احمد فرزند اور نعیم احمد فرزند، حارث نواسہ

اکثریت حاصل ہوئی دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کنونشن منعقد ہوا جسمیں تمام ہندوستان کے مرکزی و صوبائی منتخب ممبران نے شرکت کی۔ یہ اجلاس عربک کالج اجمیری گیٹ دہلی میں منعقد ہوا اس اجلاس میں داخلہ کا ٹکٹ ۔ ۱۶ روپیہ تھا۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے اس اجلاس میں شرکت کی اور تمام ہندوستان کے مسلم لیگی رہنماء کو دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ اس زمانہ میں سیاسی سرگرمیاں اس عروج پر تھیں کہ ہر شخص کے ذہن پر مسلم لیگ اور کانگریس سوار تھی۔ اس سیاسی جدوجہد کی وجہ سے ہندوستان و پاکستان آزاد ہوا۔ اور تقسیم ہند کی وجہ سے دہلی چھوڑ کر پاکستان کو اپنا مستقر بنایا۔ یہاں آنے کے بعد غم روزگار نے چین لینے نہ دیا۔ اس لئے کسی اور سرگرمی سے واسطہ نہیں پڑا۔

سوال نمبر ۶۔ آپ نے عملی زندگی کا آغاز کب اور کہاں سے کیا؟

جواب ۔ جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں ۱۹۴۵ء میں دہلی سے ملازمت کا آغاز کیا پاکستان بن جانے کے بعد لاہور منتقل ہو گیا۔ پنجاب میں دوران ملازمت ملتان ۔ سرگودہا اور لاہور میں رہا۔ ۱۹۶۱ء میں کراچی تبادلہ ہو گیا ۔ ۱۹۸۹ء میں بحیثیت انکم ٹیکس افسر فارغ خدمت ہوا۔ گذشتہ چالیس سال سے کراچی ہی میرا مسکن ہے اور امید ہے آخری آرام گاہ بھی یہیں میسر آئیگی۔

سوال نمبر ۷۔ آپکی شادی کب ہوئی؟

جواب ۔ میری شادی ۱۹۵۳ء میں کراچی ہی میں گلاؤ ٹھی کے داروغہ سید عبدالخالق کی دختر سلیمہ خاتون سے ہوئی جو کہ تادم تحریر بحمدللہ میری ازدواجی زندگی میں ممد و معاون ہیں۔

سوال نمبر ۸۔ آپکے کتنے بچے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

جواب ۔ میں بفضل ایزدی ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہوں جسے رب کریم نے بھرپور کنبہ سے نوازا ہے۔ جسکے لئے میں بارگاہ رب العزت میں ہمہ وقت احساس تشکر سے موجزن رہتا ہوں۔ میرے ماشااللہ ۸ بچے ہیں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ۔ بفیضان مشیت سب شادی شدہ ہیں۔ بڑا بیٹا سجاد احمد ہے ۔ کراچی یونیورسٹی سے

بی ایس سی کرنے کے بعد امریکہ منتقل ہو گیا ۔ وہاں نیو جرسی یونیورسٹی سے اربن پلاننگ میں بی ایس کیا ۔ آجکل نیویارک میں سٹی پلانر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے ۔ شادی شدہ ہے اور دو بچیاں ہیں ۔ دوسرا بیٹا فاروق احمد بھی امریکہ ہی میں ہے ۔ ڈلس شہر میں اپنا کاروبار کر رہا ہے ۔ شادی شدہ ہے اور ایک بچی کا باپ ہے ۔ تیسرا فرزند نعیم احمد اسلام آباد میں مقیم ہے ۔ اس نے کراچی یونیورسٹی سے ایم ایس سی (ارضیات) فرسٹ کلاس میں کیا ۔ عرصہ ۱۸ سال سے بین الاقوامی آئل کمپنی میں ایگسیکٹو کے منصب پر فائز ہے ۔ اسکے دو بچے ہیں ایک بیٹی اور ایک بیٹا ۔ چوتھے صاحبزادے مسعود احمد وکالت کے پیشہ سے منسلک ہے ۔ یہ بھی شادی شدہ ہے تاحال ایک فرزند کا باپ ہے ۔ بیٹیوں میں بڑی بیٹی غزالہ ٹورنٹو ۔ کنیڈا میں اپنے شوہر کے ساتھ ہے ۔ اس کے دو بیٹے ہیں ۔ دوسری بیٹی شگفتہ واسطی ہے اس نے کراچی سے ہوم اکنامکس میں گریجویشن کیا ہے ۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ دوبئی میں مقیم ہے ۔ اس کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے ۔ تیسری بیٹی آسیہ سید ہے ۔ اس نے NED کراچی سے Bsc (civil) فرسٹ کلاس میں کیا ہے یہ اپنے خاوند سید محمد اعظم جو کہ کمپیوٹر انجینئر ہیں اور بچوں کے ساتھ امریکہ میں مقیم ہے اس بیٹی نے حال ہی میں IOWA اسٹیٹ یونیورسٹی سے ایم ایس کیا ہے اس کے دو بچے ہیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے ۔ چوتھی بیٹی ڈاکٹر فرح نعمان ہے ۔ جو آجکل لندن میں ہے ۔ اس کے شوہر ڈاکٹر نعمان احمد بسلسلہ ملازمت لندن میں مقیم ہیں ۔ اس کے دو بچے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے ۔

سوال نمبر ۹ ۔ آجکل آپکی کیا مصروفیات ہیں ؟

جواب ۔ ملازمت سے فراغت پانے کے بعد اپنے کو مصروف رکھنے کے لئے Tax consultancy شروع کر دی ہے ۔ مختار اینڈ سید ایسوسی ایٹس نامی ادارہ سے منسلک ہوں ۔

سوال نمبر ۱۰ ۔ ادارہ اخوان السادات کی تاریخ کے بارے میں کچھ بتائیں اور ادارہ کب اور کیسے وجود میں آیا ۔ اور اس کے اغراض و مقاصد کیا تھے ؟

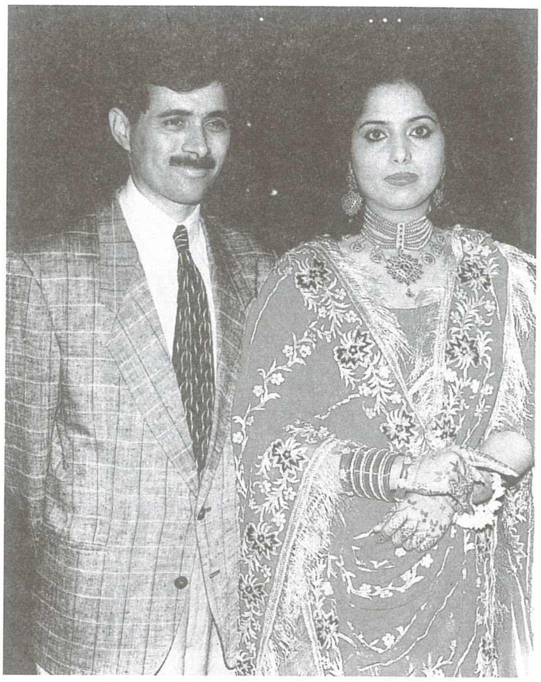

سید صاحب کے بڑے صاحبزادہ سجاد احمد اپنی اہلیہ نسرین واسطی کے ساتھ

جواب ۔ اس ادارہ کی تاریخ قریباً پچاس سال پر محیط ہے ۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی میں برادری کے چند بزرگ حضرات جن میں بھائی عبد السلام بدر الحسن واسطی مرحوم ، حکیم سید محمد رشاد واسطی مرحوم اور چند دیگر افراد نے برادری کی ایک فلاحی تنظیم قائم کرنیکا سوچا تاکہ اس وقت کے برادری کے زیر دست اور پریشان حال حضرات کی مدد کی جائے شروع شروع میں یہ حضرات نجی طور پر ضرور تمند احباب کی امداد کرتے رہے ۔ اس کار خیر میں بھائی عبد السلام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ بعد ازاں ایک تنظیم اخوان السادات کے نام سے تشکیل پائی جس کے صدر سید ناصر الدین صاحب بنے ۔ انکے ہمراہ سید مسعود رضوی ۔ سید عثمان غنی راشد ۔ بدر الحسن واسطی ۔ مولانا اصلح الحسینی سید محمود حسن واسطی مرحوم ۔ بھائی عبد السلام اور دیگر حضرات بحیثیت ممبران منتخب ہوئے ۔ یہ ادارہ چند سال بعد

آپس کے کچھ اختلافات کے بعد غیر فعال ہو گیا۔ ۱۹۶۵ء اس ادارہ کی دوبارہ تنظیم کی گئی اور اس کو ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی کے نام سے رجسٹرڈ کرایا گیا۔ اس کے آئین کی تدوین میں سید ظفر الدین صاحب کی کاوشیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس رجسٹرڈ ادارہ کے پہلے صدر محمود حسن واسطی صاحب منتخب ہوئے۔ میں اس کا سیکریٹری منتخب ہوا۔ ممبران میں سید ظفر الدین۔ بدر الحسن صاحب۔ عبدالسلام صاحب۔ اور دیگر بزرگ حضرات تھے جنکا نام اب یاد نہیں رہا۔ اس کے اگلے صدر حافظ شفیع الدین مرحوم بنے یہ ادارہ کئی سال تک کام کرتا رہا۔ اور اس کے سالانہ اجتماعات اور عید ملن پارٹیز ہوتی رہیں۔ چند سال بعد یہ ادارہ پھر غیر فعال ہو گیا۔ ۱۹۸۵ء میں اسے پھر حیات نو ملی جس کا سہرا سید رضی الدین نسیم الدین ہاشمی بھائی محمد احمد واسطی مرحوم۔ عثمان غنی راشد سید مبشر حسن واسطی اور مقصود حسن واسطی کے سر ہے۔ اس ادارہ کے اجلاس میرے مکان پر ہوتے رہے مجھے اس کا کنوینر بنایا گیا۔ اس کے پہلے انتخاب میں سید محمد احمد واسطی مرحوم صدر منتخب ہوئے۔ اس کے بعد میں صدر منتخب ہوا۔ میرے بعد دو مرتبہ سید عثمان غنی راشد صاحب صدر رہے۔ آجکل موجودہ صدر سید محبوب حسن واسطی آپکے سامنے موجود ہیں۔

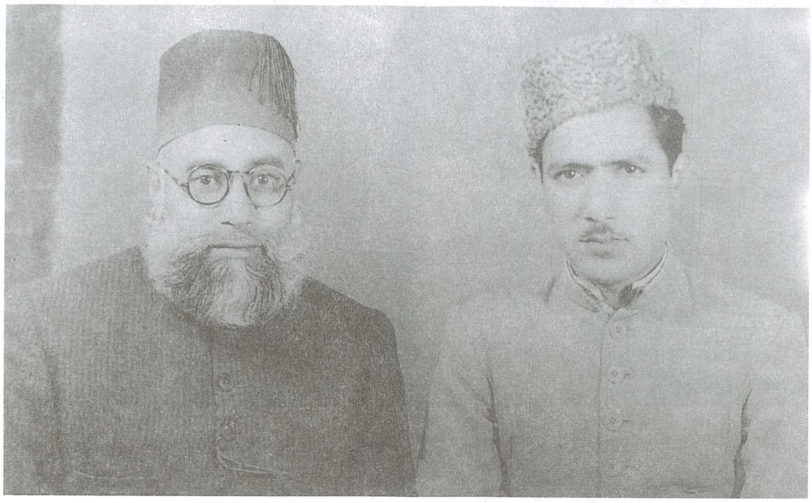

سید محمد الحسینی صاحب کے ہمراہ (۱۹۵۵)

سوال نمبر ۱۱۔ آپکے دور صدارت کی کوئی اہم بات؟

جواب۔ ادارہ کے آئین کی تدوین میں میں سید ظفر الدین صاحب کے ساتھ کلی طور پر شامل رہا بعدازاں جو ترامیم ہوئیں انہیں میں شامل رہا۔ لائف ممبری کا سلسلہ میری تحریر پر ہوا جس کی فیس -/۱۰۰۰ مقرر کی گئی۔ اس سے قبل کے لائف ممبران جنکی فیس -/۱۰۰ روپیہ تھی۔ انکو بھی ایک ہزار روپیہ دیکر لائف ممبر بنایا گیا۔

سوال نمبر ۱۲۔ کیا آپنے بیرون ملک سفر کیئے ہیں؟

جواب۔ میں نے دو مرتبہ عمرہ ادا کیا اور ایک مرتبہ حج کی سعادت ہوئی۔ ایک مرتبہ بچوں کے پاس امریکہ جانا ہوا۔

سوال نمبر ۱۳۔ آپکی زندگی کا کوئی ناقابل فراموش واقعہ؟

جواب۔ جی ہاں۔ میری زندگی کا ایک ایسا ناقابل فراموش واقعہ ہے جسے آج بھی یاد کرتا ہوں تو خدا کی قدرت اور اس کے لازوال کرم کے احساس تشکر میں ڈوب جاتا ہوں۔ اس واقعہ فاجعہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ہم دو تین لڑکے اپنے استاد کے گھر کا سودا سلف خریدنے غلہ منڈی گئے۔ راستہ میں ایک کھیت سے گزر ہوا پانی پینے کے لئے کھیت میں رہٹ پر گئے۔ اسی دوران میرا ایک ساتھی رہٹ کے ڈھول پر چڑھ گیا۔ اسکی پیروی کرتے ہوئے میں بھی ڈھول پر چڑھا کہ میری دونوں ٹانگیں رہٹ کی چرخی میں

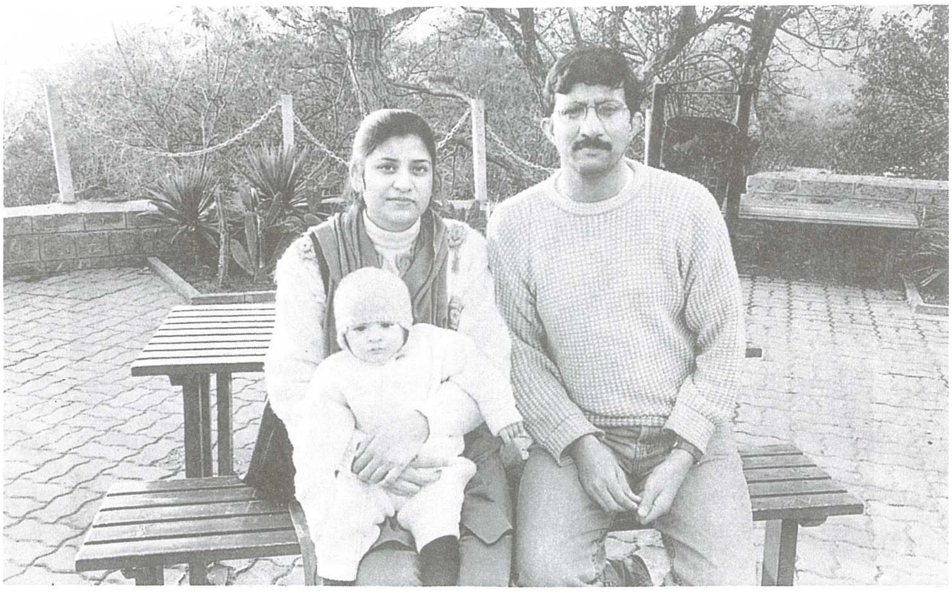

سید صاحب کے چھوٹے فرزند مسعود احمد اپنی بیگم صبا اور فرزند حامد مسعود کے ہمراہ

پھنس گئیں میں نے چیخ ماری ۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ بیل جو بغیر کسان کے خود بخود رک گیا ۔ دور سے کھیت کا کسان بھاگا ہوا آیا تو اسنے بیل کے آگے بڑھکر اسے رہٹ سے علیحدہ کیا ۔ بعدازاں رہٹ کے ڈھول کو چرخی سے علیحدہ کیا ۔ اور مجھ سے کہا کہ شکر کر بچ گیا ۔ بیل کی یہ صفت ہے کہ کبھی نہیں رکتا یہ اللہ تعالی کا معجزہ تھا کہ بیل رک گیا اور تیری دونوں ٹانگیں بچ گئیں ۔ دونوں گھٹنوں سے کھال کھل کر علیحدہ ہو گئی تھی البتہ ٹانگ اور گھٹنے بحمد للہ بالکل محفوظ رہے یہاں تک کہ اسی حالت میں منڈی سے سودا خریدا ۔ اور پھر ہسپتال سے مرہم پٹی کرا کر گھر لوٹے اللہ کے کرم سے چند دنوں میں زخم مندمل ہو گیا اور اس طرح میری دونوں ٹانگیں بچ گئیں اس طرح میری ٹانگوں کا بچ جانا ایک معجزہ غیبی ہے میرے لئے کسی طرح بھی معجزہ ابراہیمی سے کم نہیں جنہیں جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو رب کریم نے آگ کو حکم دیا کہ قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراہیم ۔ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا مجھ حقیر کے لئے بھی اللہ رب العزت نے بیل کو حکم دیا کہ رک جا ۔ اور بس وہ رک گیا اور اس طرح اللہ نے مجھے دونوں ٹانگوں کی محرومی سے بچالیا ۔ آج بھی جب یہ واقع میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو احساس تشکر سے آنسو نکل آتے ہیں ۔

سوال نمبر ۱۴ ۔ کتب بینی کا شوق ؟

جواب ۔ جی ہاں مجھے شروع سے ہی کتب بینی کا شوق ہے ۔ میں زیادہ تر سیاسی ۔ مذہبی اور تاریخی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں ۔ کلام اللہ کی تفاسیر بھی اکثر زیر مطالعہ رہتی ہیں ۔

سوال نمبر ۱۵ ۔ آپکی پسندیدہ شخصیت کون ہے ؟

جواب ۔ میں قائد اعظم محمد علی جناح سے حد درجہ عقیدت رکھتا ہوں ۔ جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ ۱۹۴۶ء میں سید رئیس احمد جعفری کی کتاب حیات محمد علی جناح مارکیٹ میں آئی اس وقت اس کی قیمت پانچ روپیہ تھی ۔ میں نے یہ کتاب خرید کر پڑھی میں قائد اعظم کو برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا عظیم رہنما سمجھتا ہوں ۔ انکے سیاسی تدبر ۔ اخلاص اور ناقابل تسخیر استقلال نے ہی پاکستان کو جنم دیا ۔ میں قائد اعظم کے متعلق مولانا شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمہ کے اس قول کی تائید کرتا ہوں کہ ۱۷۰۶ء میں

اورنگ زیب علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد ہندوستان نے آجتک محمد علی جناح سے بڑا مسلمان پیدا نہیں کیا ۔ میرے نزدیک پاکستان کا وجود مسلمانان ہند کیلئے قائد اعظم کا احسان عظیم ہے ۔ اگر پاکستان نہ بنتا تو آج جو لوگ یہاں پر عیش کی زندگی گذار رہے ہیں ان کے ہاتھوں میں جھاڑو ہوتی اور وہ بھی ہندوستان میں ذلت کی طرح زندگی گزار رہے ہوتے ۔

سوال ۱۶۔ دیکھا گیا ہے کہ ادارہ کے ممبران ادارہ کے کاموں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لیتے۔ آپ کے ذہن میں کوئی ایسی تجویز ہے جس سے ممبران میں دلچسپی پیدا ہو؟

ج ۔ ادارہ کے ارکان کو فعال کرنے کے لئے بہتر ہوگا کہ عید ملن کی طرز پر مختلف مواقع پر اجتماعات کئے جائیں ۔ ون ڈش پارٹیوں کا اہتمام کیا جائے۔ جس سے ادارہ کے اخراجات پر بوجھ کم ہوگا ۔ لوگ سال میں کئی بار مل سکیں گے ایک دوسرے سے مل کر اپنے مسائل سے آگاہی ہوگی باہمی تعاون کا جذبہ پیدا ہوگا اس سلسلے میں زیادہ قربانیاں صاحب ثروت حضرات کو دینی ہوں گی ۔ وقتی اور مالی دونوں ۔ خواتین کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے اجتماعات میں ایک دوسرے سے ملاقات ، تعارف اور میل جول کا سلسلہ بڑھانا ہوگا جس سے ہمارے سماجی مسائل ایک حد تک کم ہوں گے ۔ مزید سماجی میل جول بڑھانے سے نوجوان نسل کو معلوم ہو سکے گا کہ برادری کے کون کون حضرات ان کے مسائل حل کرنے میں ممد معاون ہو سکتے ہیں اس طرح کے اجتماعات سے جب برادری کے لوگوں کو فوائد حاصل ہوں گے تو خود بخود ادارہ سے دلچسپی بھی بڑھے گی۔ اور جس مقصد کے لئے یہ ادارہ وجود میں آیا ہے وہ مقاصد آسانی سے حاصل ہو سکیں گے ۔

س ۱۶ ۔ آپ برادری کے افراد کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے ؟

ج ۔ برادری کے احباب سے گذارش ہے کہ اس ادارہ کو اپنی صلاحیتوں سے مضبوط بنائیں ۔ ہماری نسل نے اس پودے کو ایک تناور درخت کی شکل دیدی ہے اب نئی نسل کو کام کرنا ہے ۔ دیگر برادریاں خلوص محنت اور لگن سے کام کر رہی ہیں اور ان کے سکول ، ڈسپنسریاں ، کالج اور دیگر فلاحی ادارے موجود ہیں ہم بھی

اپنی صاحبزادی اور داماد کے ہمراہ ٹورنٹو میں

سید احمد مع بیگم سید احمد اپنے دو نواسوں حارث اور وقاص کے ہمراہ نیاگرا فال، کینڈا میں

باہمی اتفاق اور تعاون سے یہ مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک دوسرے پر بے جا تنقید سے گریز کرنا چاہیئے اور جو کام کر رہے ہیں ان سے تعاون کریں۔ اپنے عزیزوں کی بھلائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرابت داری کو فضیلت دی ہے۔ ہمیں اس نظریہ کو مقدم رکھنا ہوگا۔ گو ایسے فلاحی کاموں کے نتائج فوری حاصل نہیں ہوتے لیکن جدوجہد عمل مسلسل سے کامیابی کی منزل ضرور ملتی ہے بدیر ہی سہی۔ یہ ادارہ آج جس مقام پر کھڑا ہے وہ اسی جذبہ خلوص کا نتیجہ ہے۔ آج سے بیس پچیس برس قبل جو پودا لگایا تھا وہ ایک تناور درخت کے طور پر آپ کے سامنے ہے میری نئی نسل سے التماس ہے کہ آگے بڑھیں اور اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے اس ادارہ میں نئی روح پھونکیں۔ انشاء اللہ یہ ادارہ آپ کے دور میں مزید کامرانیوں سے سرفراز ہوگا۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۰)

ہی محدود مطلب لیتے ہیں ان کے خیال میں محنت صرف جسمانی طاقت و دقت کثیر اور طویل استعمال کا نام ہے۔ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ اول تو خود کار مشینوں کی تیاری کا انحصار بھی جسمانی اور دماغی محنت پر ہے۔ اگر ایسا دور آ بھی گیا تو بھی انسان کو خوب سے خوب تر کے لئے محنت کرنی ہی ہوگی ورنہ عمل ارتقاء ختم ہو جائے گا اور عمل ارتقاء کے یوں رک جانے اور ذہن انسانی کے ساکن ہو جانے کا دوسرا نام ہوگا موت اور قیامت۔ محنت میں کامیابی کا راز پنہاں ہے بشرطیکہ محنت دل و جان سے کی جائے اور اس کے ساتھ عقل بھی استعمال کی جائے۔ دنیا میں ناؤ کبھی ڈوبتی ہے کبھی ابھرتی ہے۔ بعض مرتبہ ڈوب ڈوب کر ابھرتی ہے۔ باہمت انسان کبھی مایوس نہیں ہوتے اور آخر کار کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ میدان تعلیمی ہو یا معاشی محنت اور صرف محنت ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

شب حیات کو ہم نے بہت نکھارا ہے
جہاں چراغ نہیں تھا وہاں ستارہ ہے

تقریب عید ملن

سید خرم نظام

۱۰ جنوری ۲۰۰۰ء ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی کی جانب سے PPMA میرج گارڈن ۔ عزیز آباد کراچی میں تقریب عید ملن کا اہتمام کیا گیا ۔ گذشتہ سالوں کی طرح یہ تقریب بھی انتہائی پر رونق تھی جس میں کثیر تعداد میں خواتین و حضرات نے شرکت کی خصوصاً برادری کے بچوں بچیوں کا جوش و خروش قابل دید تھا۔

یہ عید الفطر کا دوسرا دن تھا ۔ کراچی کی متعدد شاہراہوں پر اس مرتبہ کچھ معمول سے زیادہ ٹریفک جام تھا جس کے باعث ممبران ادارہ کو میرج گارڈن پہنچنے میں کافی دشواری پیش آئی اور اسی لئے یہ تقریب کافی تاخیر سے شروع ہوئی ؟ اس تقریب کے لئے گارڈن کے طویل و عریض لان کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا گارڈن کی جنوبی جانب اسٹیج تھا اور قریب ہی لکی کوپن رکھنے والوں میں تقسیم کے لئے قیمتی انعامات رکھے گئے تھے ۔ مشرقی جانب قنات لگا کر خواتین کے لئے انکوژر بنایا گیا تھا ۔ قنات پر مختلف تجارتی اداروں کے بینز آویزاں تھے مغربی جانب مرد حضرات کے لئے عشائیہ کے مختلف اسٹینڈ تھے ۔ قنات کے دونوں جانب انتہائی خوبصورتی اور قرینہ سے گول میزیں اور آرام دہ کرسیاں لگائی گئی تھیں جن پر پانچ سو (۵۰۰) خواتین و حضرات کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔

تقریب عید ملن کا سوا نو تا پونے گیارہ بجے شب کا ڈیڑھ گھنٹے کا پروگرام پانچ مراحل پر مشتمل تھا: پہلا مرحلہ عزیز و اقارب کی باہم ملاقاتوں اور عید مبارک کے تبادلہ کا تھا ۔ دوسرا مرحلہ قرآن مجید کی تلاوت سے باقاعدہ تقریب کا آغاز ۔ معتمد ادارہ کے خیر مقدمی کلمات ، صدر ادارہ کی مختصر تقریر اور برادری کے ہونہار طلباء و طالبات میں نقد انعامات وغیرہ کی تقسیم کا تھا ۔ اس مرحلہ میں تلاوت کلام پاک کی سعادت حافظ قاری سید سلمان ندیم واسطی نے حاصل کی تلاوت کے بعد معتمد ادارہ نے نائب صدر محترمہ

صدر ادارہ سید محبوب حسن واسطی اپنی جانب سے حافظ سید عمر فاروق واسطی کو حفظ قرآن کریم مکمل ہونے پر مبلغ ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام پیش کر رہے ہیں جبکہ نائب صدر محترمہ ریحانہ سیف بائیں جانب کھڑی ہیں۔

جناب سید احمد (بائیں جانب) برادری کے ہونہار طالب علم سید انتصار علی کو SSC امتحان میں A-One گریڈ لانے پر ادارہ کی جانب سے مبلغ ۵۰۰ روپیہ کا نقد انعام دے رہے ہیں جبکہ نائب صدر ادارہ درمیان میں کھڑی ہیں۔

نائب صدر ادارہ سید اظہار رحمت B.Sc. (فرسٹ ڈویژن) میں کامیاب ہونے والی ہونہار طالبہ سیدہ عائبہ زاہد علی کو ادارہ کی جانب سے مبلغ ۵۰۰ روپے کا نقد انعام دے رہے ہیں۔

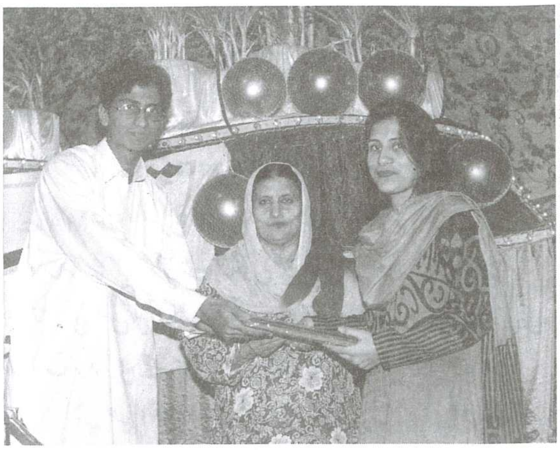

صدر ادارہ کی اہلیہ سیدہ فرحت کشور واسطی (درمیان میں) ڈاکٹر سیدہ صبا صفدر علی کو MBBS امتحان میں نمایاں کامیابی پر صدر ادارہ کی جانب سے مبلغ ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام دے رہی ہیں جبکہ سید بدر عالم زیدی (بائیں جانب) ادارہ کی جانب سے انعامی شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔

پروگرام قرآن فہمی میں سید محمد احسن واسطی۔ محترمہ ریحانہ سیف اور سید وسیم الدین ہاشمی اسکول طلباء و طالبات کو صحیح جوابات دینے پر انعامات دے رہے ہیں۔

سیدہ فرناز جمال واسطی میٹرک کے امتحان میں 90% نمبر حاصل کرنے پر سید مقصود واسطی کی نواسی سیدہ ثناء لائق علی زیدی کو نقد انعام دے رہی ہیں۔

لکی کوپن انعام ملنے پر بے حد خوش (بائیں سے دائیں جانب) سید سیف الدین سیف ۔ سید ضیاء الدین جامعی ۔ سید سعود جمال واسطی ۔
سید وسیم الدین ہاشمی اور محترمہ ریحانہ سیف ۔

ریحانہ سیف سے درخواست کی کہ وہ نظامت کی فرائض کی ادائیگی کے لئے اسٹیج پر تشریف لائیں ۔ محترمہ ریحانہ سیف نے اسٹیج سنبھالتے ہوئے معتمد ادارہ جناب سید صفدر علی سے مہمانان گرامی کے لئے خیر مقدمی کلمات کی درخواست کی ۔ معتمد ادارہ کے خیر مقدمی کلمات کے بعد صدر ادارہ کو خطاب کی دعوت دی گئی ۔ صدر ادارہ سید محبوب حسن واسطی نے اپنے مختصر خطاب میں ادارہ کی گذشتہ ایک سالہ کارکردگی کا سرسری جائزہ پیش کیا ۔ اپنے اس جائزہ میں انہوں نے برادری کے ہونہار طلبا و طالبات کو سال میں دو بار (جنوری و جولائی) دیئے جانے والے تعلیمی وظائف Merit اسکالر شپ اور NEED اسکالر شپ ۔ کا اور ادارہ کے اہم تعلیمی منصوبے ادارہ اخوان السادات ایجوکیشنل ٹرسٹ (Trust) کا خصوصی طور پر ذکر کیا۔ ممبران ادارہ کے بہبود عامہ کے بعض دیگر منصوبوں مثلاً میڈیکل ٹرسٹ کی بھی آپ نے کچھ تفصیلات بتائیں۔

صدر ادارہ کے اس مختصر خطاب کے بعد برادری کے ہونہار طلباء و طالبات میں نقد انعامات وغیرہ کی تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ جناب سید بدرالحسن واسطی (مرحوم) کے پوتے اور سابق مجلس منتظمہ کے رکن سید نیر حسن واسطی کے بارہ (۱۲) سالہ لائق فرزند سید فاروق واسطی کے حفظ قرآن مجید مکمل کرنے پر صدر ادارہ جناب سید محبوب حسن واسطی کی جانب سے مبلغ ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام دیا گیا۔ معتمد ادارہ سید صفدر علی کی لائق صاحبزادی سیدہ صبا صفدر کو MBBS کے امتحان میں نمایاں کامیابی پر صدر ادارہ کی جانب سے ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام دیا گیا۔ ڈاکٹر سیدہ صبا صفدر کو ادارہ کی جانب سے اعزازی شیلڈ پیش کی۔ عالیہ سیدہ زاہد علی کو .B.Sc کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے پر ادارہ کی جانب سے مبلغ ۵۰۰ روپے کا نقد انعام پیش کیا ۔ سید زاہد علی کے ہونہار فرزند سید انتصار علی کو SSC کے امتحان میں A - One گریڈ حاصل کرنے پر ادارہ جناب سید احمد نے ادارہ کی جانب سے مبلغ ۵۰۰ روپیہ کا نقد انعام پیش کیا۔ سابق مجلس منتظمہ کے ممبر سید مقصود واسطی کی لائق

نواسی اور سید لائق علی زیدی کی صاحبزادی سیدہ ثناء زیدی کے میٹرک کے امتحان میں ۹۰ فیصد نمبر حاصل کرنے کی اطلاع ادارہ کو تاخیر سے دی گئی تاہم صدر ادارہ کی جانب سے بطور عیدی انہیں نقد انعام دیا گیا۔

ان نقد انعامات اور اعزازی شیلڈ کی تقسیم کے بعد تقریب کا تیسرا اور نسبتاً زیادہ دلچسپ مرحلہ شروع ہوا اور یہ لکی کوپن کی تقسیم انعامات کا مرحلہ تھا۔ سید وسیم الدین ہاشمی اور سید ضیاء الدین جامعی نے یہ پروگرام ترتیب دیا تھا۔ تقریب عید ملن کے تقریباً تمام شرکاء نے ہی اس پروگرام میں بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور پورے جوش و خروش سے اس میں شرکت کی۔ اس مرتبہ ایک نئی بات یہ بھی تھی کہ کوپن خریدنے والا کوئی بھی ممبر انعام سے محروم نہ رہے۔ انعامات کا انتظام کچھ اس طرح کیا گیا تھا کہ بڑے انعامات کی تقسیم کے بعد چھوٹے انعامات اتنی زیادہ تعداد میں رکھے گئے تھے کہ کوئی بھی کوپن خریدنے والا انعام سے محروم نہ رہے۔

لکی کوپن انعامات کی تقسیم کے بعد تقریب کا چوتھا دلچسپ مرحلہ قرآن فہمی کا پروگرام تھا۔ انتظامیہ کی درخواست پر سابق معتمد ادارہ سید محمد احسن واسطی نے ۱۲ سال تک کی عمر کے برادری کے اسکول طلباء و طالبات کے سوال و جواب کے پروگرام میں کمپیئرنگ کے فرائض انجام دیئے۔ اس میں دینی نوعیت کے ۲۰ سوالات کے صحیح جوابات دینے پر اسکول طلباء و طالبات کو نقد انعامات دیئے گئے۔ تقریب کا پانچواں مرحلہ سابق صدر ادارہ سید عثمان غنی راشد کی مختصر تقریر تھی جس میں انہوں نے تقریب کے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مہمانان گرامی کو عشائیہ کے لئے مدعو کیا گیا۔ محترمہ ریحانہ سیف نے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ کھانا بے حد لذیذ تھا اور تمام شرکاء کو بیحد پسند آیا اور اس طرح یہ تقریب اپنے اختتام کو پہونچی۔

سید ریاض الدین احمد ریاض (مرحوم)

غزل

خون دل کیوں نہ ہم آنکھوں سے بہا کر دیکھیں
شب ہجراں میں یہ دو شمعیں جلا کر دیکھیں

کیسی پرسوز نواؤں سے ہے پرساز حیات
دل کے تاروں پہ وہ مضراب لگا کر دیکھیں

سن لیا ہم نے ملا کل جو تھا موسیٰ کو جواب
آج خود عرش کی زنجیر ہلا کر دیکھیں

پئے تنویر جلاتے ہیں جو فانوس خیال
شمع دل شعلہ الفت سے جلا کر دیکھیں

شیخ صاحب کہیں کھل جائے نہ تقوے کا بھرم
آپ اس شوخ سے نظریں نہ ملا کر دیکھیں

آپ اور چاہنے والوں سے وفا کے وعدے
خوب ہم سے تو ذرا آنکھ ملا کر دیکھیں

دیدنی رنگ رخ دوست ہو گر قصہ جور
غیر کی بزم میں ریاض سنا کر دیکھیں

انا للہ و انا الیہ راجعون

ممبر مجلس منتظمہ سید بدر عالم زیدی کی دادی صاحبہ ۹ اپریل ۲۰۰۰ء کو انتقال فرماگئی ہیں اور ادارہ کے ایک ہر دلعزیز ممبر سید شاکر واسطی کا کنیڈا میں ۲۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوگیا ہے۔ اسی طرح محترم جناب سرور صاحب کی اہلیہ صاحبہ انتقال فرماگئی ہیں۔

ادارہ کو ان اموات پر بے حد افسوس ہے اور وہ ان تینوں خاندانوں اور جملہ متعلقین سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں مرحومین کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور تمام متعلقین کو صبر جمیل دے (آمین)۔

With
Complement

from

Colour Film Services

Business Arcade
University Road,
Karachi. Tel. No. 4939220

AIRCONDITIONING SYSTEMS

WAVES
3 YEARS GUARANTEE

Sabro
1 YEAR GUARANTEE

SPEL FUJIYA
3 YEARS GUARANTEE

LG
5 YEARS GUARANTEE

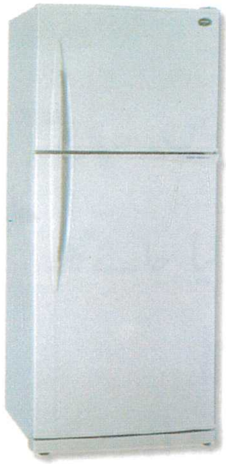

- REFRIGERATORS • DEEP FREEZERS
- WINDOW AIRCONDITIONERS
- SPLIT AIRCONDITIONERS
- PACKAGE AIRCONDITIONERS

WATER COOLERS

SALES • INSTALLATION • MAINTENANCE
• REPAIRS & OPERATION

PAKISTAN REFRIGERATION

SHOWROOM:
Main Alamgir Road, C.P. Barrar Society,
Sharfabad, Karachi.
Tel: 4925353 - 4925354
Fax: (92-21) 4925355

SABA ELECTRONIC

SHOWROOM:
Hamza Arcade,
105-A, S.M.C.H.S., Karachi.
Tel: 4539789 - 4312007
Fax: 92-21-4925355